بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

یوم: جمعہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۵۹/۲۴ | ۴ شوال ۱۳۹۰ھ - ۴ فتح ۱۳۴۹ ہش - ۴ دسمبر ۱۹۷۰ء | نمبر ۲۷۷

ربوہ میں عید الفطر کی مقدس و بابرکت تقریب

عید کے فلسفہ اور اس زمانہ میں ظاہر ہونیوالی دائمی عید پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا پُر معارف خطبہ

ربوہ — یہاں عید الفطر کی مقدس و بابرکت تقریب یکم شوال ۱۳۹۰ ہجری (مطابق یکم فتح ۱۳۴۹ ہش و یکم دسمبر ۱۹۷۰ء) بروز منگل اسلامی طریق کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ سادہ اور پُر وقار طریق پر منائی گئی۔ اہلِ ربوہ نے ہزاروں کی تعداد جن میں مرد، خواتین اور بچے سب شامل تھے نیز دُور و نزدیک سے آئے ہوئے کثیر التعداد احباب نے مسجد مبارک میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نمازِ عید ادا کی۔ حضور نے نمازِ عید پڑھانے کے بعد عید الفطر کے فلسفہ نیز حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اصل اور حقیقی لیلۃ القدر میں نافذ ہونے والے فیصلہ کے بموجب اِس آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والی غلبۂ اسلام کی دائمی عید پر بہت پُر معارف اور بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا جو پندرہ منٹ سے کچھ زائد وقت تک جاری رہا۔ خطبہ کے اختتام پر حضور نے ایک پُر سوز اجتماعی دعا کرائی۔

حضور ایدہ اللہ کی منظوری سے نمازِ عید کا وقت ۹ بجے صبح مقرر کیا گیا تھا چنانچہ اُس روز ۹ بجے سے بہت قبل ہی نہ صرف ہزاروں کی تعداد میں اہلِ ربوہ بلکہ دُور و نزدیک مقامات سے آئے ہوئے کثیر التعداد احباب مسجد مبارک میں پہنچنے شروع ہو گئے حتیٰ کہ مسجد ہی نہیں اس سے ملحقہ وسیع و عریض احاطہ بھی نمازیوں سے پُر ہو گیا۔ نو بجے سے کچھ بعد تک احباب کی آمد کا سلسلہ جاری تھا چنانچہ بعد میں آنے والے احباب کو احاطہ مسجد مبارک سے باہر سڑک کے ساتھ ساتھ بنے ہوئے گھاس کے قطعات میں صفیں بنانا پڑیں جب سوا نو بجے تک مسجد مبارک اور اس سے ملحقہ مشرقی احاطہ اور احاطہ سے باہر کے گراسی پلاٹس میں احباب آ جمع ہوئے تو حضور نے مسجد میں تشریف لا کر نمازِ عید پڑھائی۔ نماز کے بعد حضور نے جو پُر معارف اور بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا اس کا ملخص اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے:-

پُر معارف اور بصیرت افروز خطبۂ عید

حضور ایدہ اللہ نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد پہلے سب بھائیوں اور سب بہنوں کو عید کی مبارکباد دی۔ اِس کے بعد فرمایا کہ اِس عید کا تعلق رمضان سے بہت گہرا ہے۔ جہاں تک رمضان کا تعلق ہے اِس میں جہاں اَور بہت سی بنیادی خصوصیات پائی جاتی ہیں وہاں اس میں بنیادی اہمیت کی حامل یہ دو خصوصیات بھی ہیں کہ ایک تو ماہ رمضان کا تعلق لیلۃ القدر سے ہے دوسرے ماہ رمضان کا تعلق اُن انتہائی قربانیوں کے ساتھ ہے جو ایک انسان اپنے رب کے حضور پیش کر سکتا ہے۔ جب انسان انتہائی قربانیاں اپنے رب کے حضور پیش کرتا ہے اور لیلۃ القدر اسے نصیب ہو جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کے لئے ایک عید مقدر کر دی جاتی ہے جس میں خدا تعالیٰ اسے خوش ہونے اور خوشی منانے کا حکم دیتا ہے۔

حضور نے عید کے اِس فلسفہ پر روشنی ڈالنے کے بعد فرمایا جہاں تک لیلۃ القدر کا تعلق ہے اصل اور حقیقی لیلۃ القدر وہ اندھیری رات تھی جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے پیدا کی گئی اور اُس نورِ مجسم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے منوّر کر دکھایا اور اس میں نُور ہی نُور بنی نوع انسان کے لئے ہمیشہ ہمیش کے واسطے مقدر کر دیا۔ اَور بھی بہت سی راتیں ہیں جو بزرگی سے مشرف اور برکت والی ہیں لیکن وہ سب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اصل اور حقیقی لیلۃ القدر کے اظلال کی حیثیت رکھتی ہیں۔

حضور نے اس اصلی اور حقیقی لیلۃ القدر کے شرف اور بزرگی اور اس میں نازل ہونیوالی عظیم الشان برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا لیلۃ القدر کے معنی لغت نے بھی یہی کئے ہیں کہ ایسی رات جس میں فیصلے کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو اصل اور حقیقی لیلۃ القدر دُنیا میں ظاہر ہوئی اُس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ انتہائی اہم اور دائمی اہمیت کا فیصلہ کیا گیا کہ تمام بنی نوعِ انسان کو متحد کر دیا جائے گا تمام بنی نوع انسان خواہ وہ کالے ہوں یا گورے کسی بھی رنگ و نسل سے تعلق رکھتے ہوں انہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کے رسّوں میں باندھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں جمع کر دیا جائے گا اور انہیں حقیقی معنوں میں عباد الرحمٰن بنا کر ان کی عزت اور شرف کو قائم کرنے کا انتظام کیا جائے گا۔

اخبار احمدیہ

ربوہ ۳ فتح۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ۔ حضور کی حرمِ محترمہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بھی بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے، ثم الحمد للہ۔ احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی صحت و عافیت کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

ربوہ ۳ فتح۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ۔ احبابِ جماعت حضرت سیدہ مدظلہا کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے بالالتزام دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ — جیسا کہ قبل ازیں اطلاع شائع ہو چکی ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے نواسے عزیز عامر احمد خان سلمہ اللہ تعالیٰ جو محترمہ صاحبزادی امۃ الشکور بیگم صاحبہ اور محترم شاہد احمد خان صاحب پاشا کے چھوٹے فرزند ہیں پچھلے دنوں چھت سے گر گئے تھے۔ عزیز موصوف سلمہ کے سر پر چوٹ آئی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے طبیعت بہتر ہے لیکن Concussion کا اثر ابھی چل رہا ہے۔ احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عزیز موصوف سلمہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ہر آن حافظ و ناصر رہتے ہوئے عمرِ دراز سے نوازے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

ربوہ ۳ فتح۔ مکرم ماسٹر ضیاء الدین صاحب ارشد ریٹائرڈ ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ ایک عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ احبابِ جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ماسٹر صاحب موصوف کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

ٹکٹ اسٹیج جلسہ سالانہ ۱۹۷۰ء

جو احباب جلسہ سالانہ ۱۹۷۰ء کے موقع پر اسٹیج ٹکٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ ۱۵ دسمبر ۱۹۷۰ء تک اپنی درخواستیں امیر یا پریذیڈنٹ صاحبان کی تصدیق کے ساتھ نظارت اصلاح و ارشاد میں بھجوا دیں۔ وہ اپنے استحقاق کی وجہ بھی لکھیں۔ ۱۵ دسمبر کے بعد آنے والی درخواستوں پر غور نہیں کیا جائے گا۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۴ فتح ۱۳۴۹ ہش

عید کی حقیقی روح

عیدالفطر ماہ رمضان المبارک کے بعد آتی ہے۔ یہ گویا روزوں کا انعام ہے۔ جیساکہ معلوم ہے مسلمان عید کی نماز اس روز پڑھتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان کی خوشی یہی ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی عبادت میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک مسلمان کے لئے ہر روز اسی لحاظ سے عید کا دن ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی عبادت اور معرفت کے حصول کا موقعہ عطا فرمایا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

وما خلقتُ الجنّ والانس الّا لیعبدون

یعنی مَیں نے جن و انس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اس لئے جو چیز ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تر کرتی ہے مومن کے لئے واقعی باعثِ خوشی ہوتی ہے۔ عید کے دن ہم کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا مزید موقع حاصل ہوتا ہے۔ اور چونکہ اس روز زیادہ خوشی حاصل ہوتی ہے اسلئے عام خوشی سے ممیز کرنے کے لئے عید کو ہم عید کہتے ہیں۔ تاکہ اس کی حقیقت واضح اور عیاں ہو سکے۔

اس سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ "عید" کا روز چونکہ مسلمانوں کے لئے زیادہ خوشی کا روز ہے اسلئے اس روز خاص طور پر خوشی منانا چاہیئے۔

آج سے تقریباً چوبیس سال پہلے عیدالفطر ہی کے ایک دن پہلے پاکستان کا بطور مسلمانوں کے لئے ایک الگ سرزمین کے اعلان ہوا تھا۔ اگرچہ مسلمانوں کے لئے یہ عید دُہری خوشی کا دن ہونا چاہیئے تھا مگر اس اعلان سے مسلمانوں کے لئے یہ ماتم کا دن بن گیا۔ اوّل اسلئے کہ بعض علاقوں کو جو پاکستان میں آنے چاہئیں تھے سازش سے بجائے پاکستان میں شامل کرنے کے بھارت میں شامل کر دیا گیا تھا۔ دوسرے اسلئے کہ اعلان سے پہلے ہی بھارتی مسلمانوں پر خاص کر مشرقی پنجاب میں دہلی تک جان و مال پر حملے شروع ہو گئے تھے اور اس فتنہ میں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان مارے جا رہے تھے اور باقی وطن سے بھاگ بھاگ کر پاکستان کا رُخ کر رہے تھے۔ اس طرح اس علاقہ کے مسلمان بھی جو پاکستان کے حصہ میں آیا تھا عید کس طرح خوشی سے منا سکتے تھے۔

قادیان بھی اس علاقہ میں تھا جو ازرُوئے انصاف اور تقسیم کے عام مجوزہ قواعد کے مطابق پاکستان میں شامل ہونا چاہیئے تھا مگر ایسا نہ ہوا۔ ریڈیو پر جس وقت اعلان ہوا اُس وقت اہلِ قادیان رمضان کے بخیر و خوبی گزرنے کے بعد مسجد اقصیٰ میں دعا کرنے میں مصروف تھے۔ سب لوگ اس اعلان سے غمگین ہو گئے اور ایسا محسوس کر رہے تھے کہ عید گویا عید ہی نہیں رہی۔

اس مایوسی کو دیکھ کر سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان کرایا کہ عید حسب معمول منائی جائے گی۔ مطلب یہ تھا کہ عید کی نماز جو عید کی رُوح ہے اور جو مومن کی خوشی کا باعث ہوتی ہے اس میں کوئی فرق نہیں آنا چاہیئے۔ آپؓ کے اس بروقت اقدام نے مایوسی کے سیاہ بادل کو دلوں سے دُور کر دیا اور بفحوائے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ دوستوں کے حوصلے بحال ہو گئے۔ اور وہ پہلے سے بھی زیادہ دعاؤں میں مصروف ہو گئے۔ کیونکہ عید تو حقیقت میں اسی کا نام ہے۔

اِس سال بھی ماہِ رمضان میں مشرقی پاکستان میں ایسا ہولناک سانحہ ہوا ہے اور اس علاقہ کے مسلمانوں پر طوفان کی وجہ سے جو آفتیں آئی ہیں وہ قیامت سے کم نہیں ہیں۔ چنانچہ ہماری حکومت نے بھی اعلان کر دیا ہے کہ امسال عید نہایت سادگی سے منائی جائے گی اور جو جشن کی تقریبات منائی جاتی تھیں وہ نہیں منائی جائیں گی۔ تاہم نماز عید مسجدوں میں حسب معمول پڑھائی جائے گی۔ ہم کو یقین ہے کہ نہ صرف غیر ضروری اسراف جو عید کے روز ہوتا ہے۔ نہ صرف وہی بلکہ ایسے اخراجات بھی جو شرعاً جائز ہیں اس عید پر نہیں کئے جائیں گے۔ اور جو روپیہ اِس طرح بچایا جائے گا وہ مشرقی پاکستان کے مصیبت زدگان کی امداد میں دے دیا جائے گا +

ایک دن دل کی خلش آرامِ جاں ہو جائیگی

زیرِ دامانِ مسیحائے زماں ہو جائے گی
زندگی گویا محیطِ بیکراں ہو جائے گی

ابرِ رحمت بن کے برسے گی گھٹا آلام کی
ایک دن دل کی خلش آرامِ جاں ہو جائیگی

دوستو! دردِ محبّت عام ہو جانے کو ہے
غمگسارو! شامِ غم صبحِ جناں ہو جائے گی

آہِ مظلوماں سے جن کے کان ہیں نا آشنا
شائد اُن تک بھی رسا میری فغاں ہو جائیگی

ظلم ہوگا تو مری آواز اُٹھے گی ضرور
بے زبانوں کی زباں میری زباں ہو جائے گی

کاوشِ محکوم کا محکوم پائے گا صلہ
خواہشِ خدمت مزاجِ حکمراں ہو جائیگی

اِک نئی تحریم بخشی جائے گی انسان کو
اِک نئی انسانیت زیبِ جہاں ہو جائے گی

عبدالمنان ناہید

حضرت مصلح موعودؓ کا ایک عظیم کارنامہ

استحکام نظامِ خلافت

مکرم میاں سراج دین صاحب ہریا مراد دال ضلع گجرات

حضرت مصلح موعودؓ کے شاندار کارناموں کو ایک دوسرے پر ترجیح دینا بہت مشکل ہے کیونکہ حضور کا ہر کام "دامنِ دل مے کشد کہ جا اینجاست" کا مصداق ہے مگر کچھ عرصہ ہوا بڑی شدت کے ساتھ مجھے یہ احساس ہوا (اور یہی احساس اس مضمون کا محرک تھا) کہ حضور نے "نظامِ خلافتِ حقہ کے استحکام کا ہمیشہ کے لئے جو معقول اور مستقل انتظام فرمایا ہے یہ حضور کا وہ شاہکار ہے جس نے حضور کے تمام کارناموں کو نہ صرف زندۂ جاوید کر دیا بلکہ حضورؓ کی موعود خلافت کی برکات و فیوض کے دامن کو بھی قیامت تک ممتد کر دیا ہے۔ اس کی برکت سے اس قسم کی بے شمار تحریکیں قائم ہوئیں اور آئندہ قائم ہوں گی۔ جن سے ساری دنیا حقیقی اسلامی نظام کی آغوش میں پناہ لے گی جہاں ہر طبقہ مطمئن اور مسرور ہوگا جہاں نہ سرمایہ و محنت کی چپقلش ہوگی نہ قومی و بین الاقوامی سازشیں یا نسلی و طبقاتی آویزشیں گویا نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان انشاء اللہ تعالیٰ۔

نظامِ خلافتِ حقہ کیلئے دو بنیادی باتیں

خلافت حقہ کو مستقل طور پر جاری رکھنے کے سلسلے میں دو باتیں بنیادی اہمیت رکھتی ہیں:-

خلافت حقہ کی اہمیت کا عام خلافت کے صحیح مقام کا عرفان اور اس پر غیر متزلزل ایمان اور عدم وابستگی کے نقصان پر علیٰ وجہ البصیرت یقین۔

خلافت حقہ کی اہمیت واضح ہے "نظام قوتِ نافذہ مرکزیہ" کی ضرورت و اہمیت کو سب جانتے اور مانتے ہیں کیونکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا ہر شخص کو ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہے کارخانہ ہستی میں یہ اصول آفتاب سے ذرۂ خاک تک ہر جگہ کارفرما ہے اور ہر ایک چیز کی زیست اسی اصول کی مرہونِ منت ہے خواہ اس کی حیثیت انفرادی ہو یا اجتماعی۔ مثلاً انسان کے جسم ہی کو لیجئے اس کی زندگی کا تمام تر انحصار و نظام دورانِ خون پر ہے جس کا مرکز دل ہے جو جسم کے ہر حصے کو خون پہنچاتا ہے اور جسم کے ہر حصے کا ہر ذرہ، خون کو دل تک پہنچانے میں منہمک ہے کیا مجال کہ کوئی جزو دم بھر کے لئے بھی اپنے فرض سے غافل ہو۔ اسی طرح درخت کو لیجئے جس کا مرکز جڑ ہے جو جسد درخت کے ہر حصہ کو خوراک پہنچاتی ہے اور پتا پتا جڑ سے مربوط اور اپنا فرض انجام دے رہا ہے اگر درخت کا بڑے سے بڑا حصہ بھی خواہ وہ کتنا ہی اہم کیوں نہ ہو۔ جڑ سے الگ ہو جائے تو وہ خشک ہو جاتا ہے۔ اور ہزاروں بہاریں بھی پھر اسے کبھی سرسبز نہیں کر پاتیں اس ننھی منی مخلوق کو چھوڑ کر خلا کی پہنائیوں میں اجرامِ فلکی پر نظر دوڑیئے ان کی زندگی کا دارومدار بھی نظام شمسی کے اسی مرکزی اصول پر مبنی ہے

غرض دنیا بھر کی تاریخیں پڑھ جائیے اقوام عالم کے عروج و زوال کی سب داستانیں اسی محور کے گرد گھومتی دکھائی دیں گی جہاں مرکز اور مرکز سے وابستگی مضبوط ہے قوم فرش سے عرش پر پہنچی مگر جونہی کہ ربط و ضبط کی یہ چولیں ڈھیلی پڑ گئیں آسمان کی بلندیوں نے اسے زمین پر دے مارا اور پھر یہ قاعدہ و قانون اس قدر اہم ہے کہ اس کی پیٹ سے کوئی باہر نہیں رہ سکتا خواہ وہ کسی بڑے حتیٰ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملقب بہ خیر الامم قوم ہی کیوں نہ ہو۔ گویا کائنات کا ذرہ ذرہ بزبانِ حال اس حقیقت کا اعلان کر رہا ہے لہٰذا اسی بارہ میں مزید تشریح تحصیل حاصل ہے۔ البتہ دوسرا حصہ (خلافت کے صحیح مقام کا عرفان اور اس پر غیر متزلزل ایمان) گو زود فہم ہی سہی مگر رستہ سخت پُرخطر ہے قدم قدم پر قرائن کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انسان سہو و خطا کا پتلا ہے پھر قلب و نظر کو بیشمار اندرونی و بیرونی محرکات و عوامل سے واسطہ پڑتا ہے اور چونکہ نظام کی حقیقی بنیاد بھی یہی ہے اس لئے دشمن ہر وقت اسے سبوتاژ کرنے کی فکر میں رہتا ہے۔ دشمن درخت کے پھیلاؤ پر کبھی وار نہیں کرتا وہ ہمیشہ جڑ پر تبر رکھتا ہے دور جانے کی ضرورت نہیں اپنی ہی قوم کی ترقی و تنزل کے اسباب و علل پر نظر ڈالیں امت مسلمہ کے زوال کی تاریخ نہایت الم انگیز ہے جب دشمنانِ اسلام مسلمانوں کی برق رفتار ترقی کو دلیل و برہان کے بعد تیر و سنان سے بھی نہ روک سکے تو عبداللہ بن سبا کو یہی داؤ سوجھی کہ مرکز پر وار کیا جائے چنانچہ اس نے استخفافِ مرکز کے لئے خلیفۂ وقت حضرت عثمان غنیؓ کی ذاتِ اقدس کو تاکا، سازشوں کا تیر نشانے پر بیٹھا پھر کیا تھا جس شمع پر پروانے قربان ہو رہے تھے۔ جب وہ شمع ہی محل نظر ٹھہری پھر جان تو کیا معمولی وقت اور آدم بھی اس پر کیوں قربان ہو۔ اندریں حال جو نتائج برآمد ہوئے۔ سب جانتے ہیں۔۔۔۔ یا تو قوم پر صدیوں برس دہا تھا یا دفعتہً آگ برسنے لگی حالانکہ اسلام کا مکمل ضابطہ حیات قرآن کریم کی صورت میں موجود تھا اور اسے صحیح طور پر سمجھنے اور اس پر عمل کرنے والے صحابہ کرامؓ کا وہ مقدس گروہ بھی ہنوز موجود تھا جس کی نظیر بعد از انبیاء انسانی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے غور فرمائیے کہ صحابہ کرامؓ اور تابعین پر مشتمل ایسے پاکیزہ معاشرہ کی موجودگی میں قوم کا شیرازہ کیوں بکھر گیا؟ خلافت ایسی نعمت عظمیٰ کیوں چھن گئی؟۔۔۔۔ مسلمانوں کی وہ تلوار جو خلیفہ وقت کو قتل کرنے کے لئے ایک دفعہ میان سے نکلی۔ تو شغل قوم کشی میں صدیاں گذر گئیں پھر اپنی میان میں واپس نہ گئی۔

غرضیکہ یہ حصہ مقام خلافت کا صحیح عرفان) جہاں اتنا اہم ہے کہ حقیقت میں نظام خلافت کے شجر طیبہ کی جڑ اور جان ہے۔ وہاں یہ شیطانی اور نفسانی محرکات اور اعداء کی یورشوں کی آماجگاہ بھی ہے اسلئے انتہائی توجہ کا محتاج و مستحق ہے اور اس غرض کو کماحقہٗ پورا کرنے کا سہرا حضرت مصلح موعودؓ کے سر ہے۔ حضورؓ نے عقلی، نقلی دلائل اور شواہد اور سنت صلحاء کے بعد تاریخی حقائق کو بار بار جماعت کے سامنے لا لا کر اس مسئلہ پر سورج چڑھا دیا ہے۔ بلکہ تجربہ و مشاہدہ سے احمدیت کا جزو سائنٹیفک بنا دیا ہے۔ اور چونکہ دامن خلافت سے وابستگی کے نفع و نقصان سے جماعت علیٰ وجہ البصیرت آگاہ ہے۔ لہٰذا وہ اس نعمت کو اپنی اولاد میں منتقل کرنے کی تڑپ بھی اپنے دل میں رکھتی ہے اور اس تڑپ کی تسکین کا مستقل اور معقول سامان بھی حضور نے ذیلی تنظیموں کے ذریعہ سے فراہم فرما دیا ہوا ہے

چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے پچاس سالہ مبارک دورِ خلافت میں جو تعلیم نظامِ خلافت کے متعلق دی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مومن کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ ایک سوراخ سے دو دفعہ ڈسا نہیں جاتا" (حدیث) اگر تم سچے مومن ہو تو اس سوراخ کو مضبوطی سے بند کر دو تا کوئی سبائی ناگ پھر تمہیں ڈس نہ سکے۔ پھر تم "انتم الاعلون ان کنتم مومنین" کا نظارہ ہر میدان میں دیکھو گے۔ ترقی کے میدان میں تمہارا کوئی مقابلہ نہ کر سکے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ خواہ وہ تم سے ہزاروں گنا زیادہ ہو تعداد میں، مال و دولت میں اور جاہ و حشمت میں۔ اور تم پر خدائی نصرتوں، رحمتوں اور برکتوں کی چھما چھم وہی بارش برستی رہے گی جو پہلوں پر برسی۔ پس تم خلافت کے صحیح مقام کو نظروں سے کبھی اوجھل نہ ہونے دو بلکہ اولاد در اولاد کی تربیت بھی اسی نہج سے کرتے چلے جاؤ تا کہ قیامت شجر اسلام کے خنک سایہ تلے لوگ آرام پائیں۔ اور اس کے بہشتی میووں سے اس دنیا میں بھی شادکام ہوں۔

ادارۃ المصنفین کی نئی مطبوعات

(۱) تفسیر سورۃ البقرہ بیان فرمودہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام (۲) تاریخ احمدیت جلد گیارہ (۳) بخاری شریف جلد گیارہ دیارہ

ملنے کا پتہ:- ادارۃ المصنفین ربوہ

اور روئے قرآن، حدیث اور سنتِ صلحاء مقام خلافت کیا ہے؟ بعد از نبوت ظلِ نبوت لہٰذا خلیفہ وقت کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کرو ہمعصروں میں سب سے زیادہ محبت اور احترام کا اسے مستحق سمجھو کبھی بدظنی نہ کرو۔ اپنی آواز اس کی آواز سے بلند نہ کرو وہ جماعت کی رہنمائی کرنے کے سلسلے میں غلطی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ خود خلیفہ کو بناتا ہے وہ خود اس کی رہنمائی کرتا ہے تم مشورے دے سکتے ہو مگر اپنا مشورہ ٹھونس نہیں سکتے (کیونکہ اسے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ کا حکم ہے) اور اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ خلیفہ جسے خدا تعالیٰ نے خود خلافت کا خلعت بخشا وہ تو غلطی کر سکتا ہے مگر تم غلطی سے مبرا ہو۔ پس خلیفہ کا کام اہم ترین مسائل میں بھی بعد از مشورہ "سمعنا و اطعنا" ہے اور تمہارا کام "سمعنا و اطعنا" پس جب تم یہ ذہنیت پیدا کر لو گے کہ حقیقتاً خلیفہ کو خود خدا بناتا ہے نہ کہ کوئی انسان یا کوئی انسانوں کا گروہ۔ جس دن بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ خلیفہ ہم نے بنایا ہے۔ سمجھ لو کہ تم نے اپنی خودکشی کی بنیاد رکھ دی۔ کیونکہ یہ مقام خلافت کی اہانت ہے جس کے بعد بغاوت اور انجام ہلاکت ہے) خلیفہ کا مقام اور اپنا مقام ذہنوں میں مستحضر رکھو گے تو کوئی منافق تم پر اثر انداز نہ ہو سکے گا اور تمہاری تمام صلاحیتیں سازشوں کی بجائے سمعنا و اطعنا پر لگ جائیں گی اور آسمانِ عزت پر شمس و قمر بن کر چمکتے رہو گے اور اسی دنیا میں بہشتی زندگی پاؤ گے کیونکہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے باغ کو پھر سے اپنے مال، جان، عزت آبرو اور جذبات کی قربانی سے سدا بہار بنانے والے تم ہو گے۔ جب کہ دوسرے لوگ اپنی عیش و عشرت پر اپنی متاعِ حیات قربان کر کے دنیا کو جہنم زار اور اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔

پس جب حضور کی اس تعلیم کو جماعت نے حرزِ جان بنایا تو اس نے پورے باون سالہ دورِ خلافت مصلح موعودؓ میں قدم قدم پر اس کو تجربہ کی آنکھوں سے دیکھ کر صحیح پایا اور جماعت حق الیقین کے مقام پر پہنچی اس نعمت کے ذریعہ سے ہر تندیِ بادِ حوادث جماعت کو بلند سے بلند تر مقام پر پہنچانے کا موجب بنی اور ہر ہلاکت خیز ہنگامہ نئی زندگی اور نیا ولولہ و جوش ہمراہ لایا حتیٰ کہ حضور کی طویل بیماری اور وصال جس کے تصور سے اپنے لرزاں و ترساں مگر دشمن شاداں و فرحاں تھے انتخاب خلافت ثالثہ کے موقعہ پر مخالفین جو کچھ مشاہدہ کرنا چاہتے تھے وہ نہ کر سکے۔ بلکہ معاملہ ان کے تصورات کے بالکل اُلٹ ہوا۔ . . . انتخاب خلافت ثالثہ کیا تھا؟ . . . میرے ذوق کے مطابق تو گویا خلافت بدلی ہی نہیں یوں لگتا ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ خود ہی ایک چابکدست شہسوار کی طرح دوان دوان حالت میں اپنے تھکے ماندے گھوڑے سے کود کر ایک تازہ دم گھوڑے پر سوار ہو گئے ہیں اور خلافت کا کارواں پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے چلتا چلا جا رہا ہے۔ الحمد للہ کیا کوئی مخالف اس کی تردید کر سکتا ہے؟ یہ کس کی برکت ہے؟ یہ نتیجہ ہے حضرت مصلح موعودؓ کی پنجاہ سالہ اُس تربیت کا جس کا محور "صحیح مقامِ خلافت کا عرفان" ہے۔ جو نظام جماعت کے جسم میں روح کا حکم رکھتا ہے یعنی بعد از رسول صلی اللہ علیہ وسلم، امر بالمعروف میں خلیفہ وقت کی اطاعت اسی طرح ضروری ہے۔ جس طرح خدا اور رسولؐ کی اطاعت ہے پس اس نقطہ نگاہ سے نصف صدی سے زیادہ جماعت کی ایسی تربیت کی گئی کہ اب عہد خلافت ثالثہ میں ہمارے بچہ بچہ کے رگ و ریشہ میں امام کی اطاعت و احترام کا جذبہ خون کی طرح جاری و ساری ہے۔ جس کی چند مثالیں یہ ہیں:

۱۔ ۶۷ء کے جلسہ سالانہ کے پہلے ہی روز نماز فجر کے بعد مسجد مبارک میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حاضرین کو جو ہزاروں کی تعداد میں تھے خطاب کرنا چاہا تو پردہ نشین طبقہ میں خاصہ شور تھا۔ حضور نے فرمایا۔ خواتین بھی خاموش ہو جائیں ایک دم خموشی تو ہو گئی ہنوز خسر پھسر باقی تھی۔ دوسری آواز آئی۔ چپ کرانے والی بھی چپ ہو جائیں۔" بس پھر کیا تھا تا اختتام تقریر کسی بچہ کی بھنک تک بھی تو کانوں میں نہیں پہنچی۔ واللہ اس میں ذرہ بھر مبالغہ نہیں اور مرد تو پہلے ہی ہمہ تن گوش تھے۔ گویا سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

اسی موقعہ پر حضور نے فرمایا کہ "عین موقعہ پر نانبائیوں نے ہڑتال کر دی ہے لہٰذا ربوہ کا مہمان اور میزبان جلسہ کے ایام میں ایک وقت میں صرف ایک ایک چپاتی پر گذارہ کریں اور جلسہ پروگرام میں ذرہ برابر فرق نہ آنے پائے میں خود بھی اس پر عمل کروں گا" چند آوازیں "حضور ہم ایام جلسہ کے تین دن بغیر کچھ کھائے گذار سکتے ہیں" حضور نے فرمایا کہ اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے کم خوری کا مطالبہ ہے فاقہ کشی کا نہیں۔ غور فرمائیں ایک لاکھ کا مجمع ہے اور عین ضرورت کے موقعہ پر ایسی شرارت . . . مگر کانوں کان کسی کو خبر بھی نہیں کہ شریروں کا کیا حشر ہوا اور جلسہ ہے کہ حسب معمول کامیاب و کامران۔ (باقی)

مجلس افتاء کے اراکین کی تجدید

آئندہ کے لئے تا ۳۰ نومبر ۱۹۷۱ء ۳۰ نبوت ۱۳۵۰ ہش مجلس افتاء کے ذیل اراکین ہوں گے۔

۱۔ مرزا عبدالحق صاحب
۲۔ مرزا مبارک احمد صاحب
۳۔ مولوی ابوالعطاء صاحب
۴۔ قاضی محمد نذیر صاحب
۵۔ ملک سیف الرحمٰن صاحب
۶۔ شیخ مبارک احمد صاحب
۷۔ سید میر داؤد احمد صاحب
۸۔ مرزا طاہر احمد صاحب
۹۔ مولوی محمد صدیق صاحب
۱۰۔ مولوی غلام باری صاحب
۱۱۔ شیخ بشیر احمد صاحب
۱۲۔ شیخ محمد احمد صاحب
۱۳۔ مولوی دوست محمد صاحب
۱۴۔ مولوی عبدالمالک خاں صاحب
۱۵۔ صوفی بشارت الرحمٰن صاحب
۱۶۔ ملک مبارک احمد صاحب
۱۷۔ مولوی نور محمد نسیم سیفی صاحب
۱۸۔ میاں عبدالسمیع صاحب نون
۱۹۔ مولوی نذیر احمد صاحب مبشر
۲۰۔ نصیر احمد خاں صاحب
۲۱۔ سید میر محمود احمد صاحب
۲۲۔ مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب
۲۳۔ حبیب اللہ خاں صاحب

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل اس مجلس کے اعزازی رکن ہوں گے۔

۱۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب (۲) ڈاکٹر عبدالسلام صاحب لنڈن (۳) چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ

اس مجلس کے صدر مرزا عبدالحق صاحب۔ نائب صدر شیخ محمد احمد صاحب مظہر شیخ بشیر احمد صاحب سید میر داؤد احمد صاحب اور سیکرٹری ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ ہوں گے اس کے علاوہ مجلس کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ وہ دوسرے ممالک کے صاحب علم احمدیوں کو مجلس کا اعزازی ممبر بنانے کے لئے میرے پاس سفارش کرے۔

(دستخط) مرزا ناصر احمد
(مہر) خلیفۃ المسیح الثالث

اعلان دارالقضاء

محترمہ سلیمہ خورشید بیگم صاحبہ بیوہ میجر انور احمد خاں صاحب مرحوم ۲۲۵/۴ شاہ گڑھ ملتان نے درخواست دی ہے کہ میرے خاوند مکرم میجر انور احمد خاں صاحب وفات پا چکے ہیں۔ مرحوم کے ذمہ -/۲۹۸۰ روپے حصہ جائیداد واجب الادا ہے مرحوم کی امانت ذاتی کھاتہ ۲۰/۵۶۸۰ تحریک جدید ربوہ میں مبلغ ۳۱۰۰۳ روپے جمع ہیں لہٰذا استدعا ہے کہ مذکورہ امانتی رقم سے مبلغ -/۲۹۸۰ روپے وضع کر کے مکرم ناظم صاحب جائیداد صدر انجمن احمدیہ کو ادا کریں۔ میرے علاوہ مرحوم کے مندرجہ ذیل ورثاء ہیں۔ ان کو حصہ جائیداد ادا ہونے پر کوئی اعتراض نہیں ہے (۱) منور احمد صاحب (۲) طاہر احمد صاحب (۳) منصور احمد صاحب پسران میجر انور احمد خان صاحب مرحوم۔

اس کے علاوہ کچھ رقم بنک میں موجود ہے۔ جس کے ابھی تک اعداد و شمار موصول نہیں ہوئے ہیں۔ مگر اس رقم کا ۱/۱۰ حصہ مرحوم اپنی زندگی میں حصہ وصیت ادا کر چکے ہیں اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دی جاوے

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

ماہ بماہ لازمی چندہ جات کی ادائیگی سے ایک ماہ میں دو ماہ چندہ ادا کرنا نہیں پڑے گا۔ ناظر بیت المال ربوہ

حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کی یاد میں

مکرم محمد ضیاء الحق صاحب لاہور

حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کی خدمت میں میری پہلی حاضری محترم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم و مغفور کی تحریک کا نتیجہ تھی۔ جلسہ مصلح موعود منعقدہ دہلی کے بعد جلد ہی مجھے قادیان دارالامان جانے کا موقع ملا۔ مسجد مبارک میں فجر کی نماز پڑھی اور وہاں سے حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کمرہ میں جگہ تنگ تھی آنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا ہم جلد ہی واپس لوٹ آئے۔ اس کے بعد جتنے روز میرا قیام دارالامان میں رہا۔ دن کا زیادہ حصہ ان کی ہی خدمت میں گزرتا۔ صبح کی نماز کے بعد اور پھر شام کو مستقل تشریف لانے والے بزرگوں میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت ڈاکٹر غلام غوث صاحب رضی اللہ عنہ کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ان بزرگوں کے اجتماع پر اس روحانی مجلس کا جو عالم ہوتا تھا اس کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جنہیں اس مجلس میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی

اس ابتدائی ملاقات کے بعد خاکسار کا تعلق نیازمندی حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالےٰ سے آخر تک قائم رہا۔ دوسری جنگ عظیم کے درمیان محترم بشیر احمد صاحب آرچرڈ جب تحقیق و مطالعہ کے لئے قادیان آئے انہی دنوں میں بھی دہلی سے قادیان پہنچا اور مہمان خانہ میں مقیم ہوا۔ جس کوارٹر میں میں مقیم تھا اسی میں ساتھ والے کمرہ میں آرچرڈ صاحب قیام فرما تھے۔ حضرت حافظ صاحب جب آرچرڈ صاحب کو تبلیغ فرماتے تو کسی صاحب علم کی عدم موجودگی میں خاکسار مترجم ہونے کی سعادت حاصل کرتا۔ شام کو عموماً حضرت مفتی صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ انہیں تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ جونہی حضرت مفتی صاحب حضرت حافظ صاحب والے کوارٹر کے بیرونی دروازہ میں داخل ہوتے حضرت حافظ صاحب عقیدت اور احترام سے اُٹھ کر کھڑے ہو جاتے۔ غالباً وہ حضرت مفتی صاحب کے قدموں کی چاپ پہچانتے تھے اور یہ ایک عملی تلقین ہم ایسے نوجوانوں کے لئے تھی تاکہ ہم بزرگوں کا مقام پہچانیں۔ اور ان کے احترام کو قائم رکھیں۔ آرچرڈ صاحب کی رخصت ختم ہو گئی۔ میں بھی دہلی چلا آیا۔ حضرت حافظ صاحب نے نصیحت فرمائی کہ آرچرڈ صاحب واپس آنے کو کہہ گئے ہیں تم بھی آجانا۔

حسب الحکم تاریخ مقررہ پر میں دہلی سے قادیان پہنچا۔ آرچرڈ صاحب مجھ سے پہلے پہنچ کر بیعت بھی کر چکے تھے اس مرتبہ میرا قیام آرچرڈ صاحب کے ساتھ ایک ہی کمرہ میں تھا۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد آرچرڈ صاحب نوافل ادا کرنے کے لئے مسجد مبارک چلے گئے اور میں سو گیا۔ صبح میں نماز پڑھ کر فارغ ہوا ہی تھا کہ آرچرڈ صاحب مسجد مبارک سے آئے تکیہ زور سے پلنگ پر پھینکا اور عجیب مایوس کن آواز سے کہا "خدا نے آج بھی مجھ سے بات نہ کی" میں نے ناشتہ کی میز پر ان سے اس فقرہ کی وضاحت چاہی۔ مگر وہ خاموش اور اداس تھے وہی پہلا فقرہ پھر دہرا دیا اور اُٹھ کر پلنگ پر لیٹ گئے۔

میں حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ عرض کیا۔ حافظ صاحب فکرمند اور بے قرار ہو گئے۔ بار بار فرماتے بے حد نازک مقام ہے۔ بے حد نازک مقام ہے۔ پھر فرمایا اسے یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں سے کلام ضرور کرتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالےٰ مالک ہے۔ مختار ہے۔ بے نیاز ہے۔ وہ جب چاہتا ہے کلام کرتا ہے۔ اتنا فرمایا اور بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے پھر وہی فقرہ دہرایا کہ۔ بے حد نازک مقام ہے۔ پھر مجھے فرمایا کہ کئی روز سے آرچرڈ صاحب ساری ساری رات مسجد مبارک میں نفل ادا کرتے ہیں۔ انہیں اصرار ہے کہ اللہ تعالےٰ ضرور ان سے ہم کلام ہو۔ حضرت حافظ صاحب کی بے قراری انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ اٹھے وضو فرمایا اور سجدہ میں گر گئے۔ کمرہ میں میرے علاوہ اور کوئی نہ تھا آپ خاص الحاح سے دعا میں مصروف تھے۔ میں کافی دیر مبہوت سا بیٹھا رہا اور پھر اٹھ کر اپنے کمرہ میں چلا آیا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد میں اور آرچرڈ صاحب ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اس مسئلہ پر آرچرڈ صاحب کو سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ گفتگو میں زبان کے لحاظ سے میں وسیلہ تھا۔ میری کم علمی مانع ہو رہی تھی اور میں حضرت حافظ صاحب کی گفتگو کا کما حقہ ترجمہ آرچرڈ صاحب تک پہنچانے میں ناکام ہو رہا تھا۔ آرچرڈ صاحب کی تسلی نہ ہوتی تھی وہ بار بار اس بات پر اصرار کر رہے تھے کہ آپ جب کہتے ہیں کہ خدا اپنے نیک بندوں سے کلام کرتا ہے تو اب میں نیک ہو گیا ہوں میں نے شراب، سگریٹ جھوٹ اور ہر برائی چھوڑ دی ہے مسلمان ہوں۔ عبادت کرتا ہوں۔ پھر خدا مجھ سے بات کیوں نہیں کرتا۔ گفتگو کو ادھورا چھوڑ کر ہم لوگ ظہر کی نماز کے لئے چلے گئے۔ واپس آئے کچھ وقت کے بعد حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ تشریف لائے تو حافظ صاحب نے یہ واقعہ بیان فرمایا اس پر حضرت مفتی صاحب آرچرڈ صاحب کو سمجھاتے رہے۔ آرچرڈ صاحب خاموش تو ہو گئے لیکن ان کے چہرہ سے عیاں تھا کہ صرف بزرگوں کے احترام میں خاموش ہو گئے ہیں انہیں ابھی شرح صدر نہیں

اس رات بھی حسب سابق آرچرڈ صاحب مسجد مبارک میں بعد نماز عشاء نوافل کے لئے چلے گئے اور احباب کی محفل برخاست ہونے پر حضرت حافظ صاحب بھی اللہ تعالےٰ کے حضور دعا میں مصروف ہو گئے۔ مجھے ارشاد فرمایا "میاں جاؤ اور آرچرڈ کے لئے دعا کرو" مجھے نہیں معلوم کہ رات حافظ صاحب کا اللہ تعالےٰ سے کیا معاملہ رہا البتہ نماز کے بعد آرچرڈ صاحب مسجد مبارک کی سیڑھیوں میں مجھے ملے تو بے حد خوش تھے۔ سیدھے حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا آج خدا نے مجھ سے کلام کیا۔ اس کے بعد کچھ تفصیل بھی بتلائی جو مجھے یاد نہیں۔ پھر آرچرڈ صاحب نے حضرت حافظ صاحب سے کہا کہ آپ گواہ رہیں کہ میں پہلا انگریز ہوں جس نے مسجد مبارک میں سب سے زیادہ نفل پڑھے ہیں اور جس کے ساتھ مسجد مبارک میں خدا تعالےٰ ہم کلام ہوا۔ مجھے وہ مسحور کن منظر آج تک نہیں بھولا۔ حضرت حافظ صاحب کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔ اُٹھے اور سجدہ شکر بجا لائے۔

۱۹۵۰ء میں خاکسار لاہور جودھامل بلڈنگ میں مقیم تھا۔ میرا قیام زیریں حصہ میں تھا اور حضرت حافظ صاحب بالائی منزل میں قیام پذیر تھے۔ لاہور اور اس کے نواحی علاقے سیلاب کی لپیٹ میں تھے۔ محکمہ شہری دفاع کی طرف سے خاکسار کی ڈیوٹی سیلاب زدہ علاقوں سے لوگوں کے انخلاء ان کو ادویات اور دیگر ضروریات زندگی پہنچانے پر تھی۔ حضرت حافظ صاحب ہر روز صبح دعاؤں کے ساتھ مجھے رخصت فرماتے شام کو واپسی پر دن بھر کی روداد سنتے اور اگر کبھی مجھے دیر ہو جاتی تو فکرمند ہوتے اور واپسی پر فرماتے میاں تمہیں دیر ہو گئی میں فکرمند تھا اور تمہارے لئے دعائیں کر رہا تھا کہ تم آ گئے الحمد للہ۔ اور جب بھی میں واپس آتا اور باتوں کے علاوہ یہ ضرور دریافت فرماتے کہ میں نے کھانا کھایا یا نہیں۔ بسا اوقات جب رات کو دیر سے میری واپسی ہوتی تو آپ نے کچھ نہ کچھ میرے کھانے کے لئے رکھا ہوتا۔ اس محبت اور شفقت کو الفاظ میں بیان کرنے کی طاقت نہیں جو اس ناکارہ کو اس مقدس وجود سے ملتی رہی۔

انہی ایام کا واقعہ ہے کہ ایک روز میں دوپہر کو حسب معمول سیدھا حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ کمرہ دھوئیں سے بھرا ہوا ہے۔ اور آپ کاغذ وغیرہ جلا کر انگیٹھی میں کوئلے دہکانے کی کوشش فرما رہے ہیں۔ تاکہ کھانے کے لئے کھچڑی پکائی جائے۔ میں نے اصرار کیا کہ یہ کام میں کروں گا۔ مگر سختی سے منع فرما دیا کہ نہیں میاں تم آرام سے بیٹھو۔ ابھی پانی بھی گرم نہ ہوا تھا کہ کچھ لوگ ملنے کے لئے آ گئے حضرت نے دیگچی اتار دی اور آگ بجھا دی اور حسب معمول تشنگان علم کی پیاس بجھانے میں مصروف ہو گئے۔ یہ سلسلہ رات تک جاری رہا مجھے علم تھا کہ مصروفیت کی وجہ سے حضرت حافظ صاحب کل بھی کچھ نہ کھا سکے تھے۔ میں جا کر تین چار اُبلے ہوئے انڈے لے آیا اتفاق سے میری جیب میں مزید رقم نہ تھی کہ زیادہ لے آتا۔ اب میں اس خیال سے وہ پیش کرنے سے حجاب محسوس کر رہا تھا کہ بہت سے لوگوں میں تین چار انڈوں سے کیا بنے گا۔ یہ سلسلہ گیارہ بجے رات تک جاری رہا۔ میں تھوڑی تھوڑی دیر بعد جا کر دیکھ آتا تھا کہ مجلس کا کیا رنگ ہے۔ گیارہ ساڑھے گیارہ بجے کا وقت ہوگا جب میں چائے اور انڈے لے کر ادھر حاضر ہوا۔ آپ پر ہلکا سا بوجھ طاری تھا۔ چائے پینے کے بعد میرے لئے خصوصی دعا فرمائی۔ مجھے اس سے قبل آپ ان گنت بار کھانا کھلا چکے تھے۔ مگر میری اس حقیر سی خدمت کا بے حد احساس فرمایا (باقی)

الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں اور پتہ صاف اور خوشخط لکھیں (مینیجر)

نصرت جہاں ریزرو فنڈ میں حصہ لینے والے مخلصین

	وعدہ	ادائیگی
محمد عاشق صاحب مجوکہ	۵۰۰	۱۰۰
ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب کوئٹہ اینڈ سنز	۵۰۰	۲۰۰
اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر سید عبدالوحید صاحب سکھر	۵۰۰	
دختر " " " " "	۵۰۰	
بیگم صاحبہ نائب امیر صاحب سکھر	۵۰۰	
محمد ایوب صاحب ٹکسیاں ضلع شیخوپورہ	۵۰۰	
بابو محمد بخش صاحب پنشنر دارالنصر ربوہ	۵۰۰	
سکینہ بی بی صاحبہ گوجرہ	۵۰۰	
چوہدری نصیر حیدر محمود صاحب مع اہلیہ چک ۹۹ شمالی سرگودھا	۵۰۰	
صوبیدار عبدالقادر صاحب چک ۳۵۴ ج ب گوجرہ ضلع لائلپور	۵۰۰	
نصرت محمودہ صاحبہ اہلیہ چوہدری عبدالمجید صاحب ایس پی ڈیرہ غازیخان	۵۰۰	۵۰۰
محمود احمد صاحب سنوری کوئٹہ	۵۰۰	
محمد شفیع صاحب بنو کراچی	۵۰۰	
طاہر احمد صاحب ہاشمی کراچی	۵۰۰۰	
عبدالرحمٰن صاحب بھوٹیاں کراچی	۲۰۰۰	
شیخ عبدالعزیز صاحب دارالعلوم ربوہ	۵۰۰	۵۰۰
وسیم احمد صاحب ابن چوہدری خورشید احمد صاحب کراچی	۵۰۰	
مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ کراچی	۵۰۰	
اورنگ زیب خاں صاحب مارٹن روڈ کراچی	۵۰۰	
مرزا محمد اکمل صاحب عزیز آباد کراچی	۵۰۰	
الیس پروین صاحبہ حلقہ جنوبی کراچی	۵۰۰	
ڈاکٹر عبداللطیف صاحب آف علون کراچی	۵۰۰	
" من جانب والد صاحب مرحوم	۵۰۰	
کموڈور محمد سلیم احمد صاحب منوڑہ کراچی	۵۰۰	
امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ سلطان احمد صاحب طاہر کراچی	۵۰۰	
چوہدری غلام قادر صاحب چوہرجی لاہور	۵۰۰	
سکوارڈن لیڈر اے۔ آر۔ احمد	۵۰۰	
چوہدری عبدالعزیز صاحب چک ۹۹ شمالی سرگودھا	۵۰۰	۵۰۰
صوبیدار عبدالرزاق صاحب جہلم	۵۰۰	۵۰۰
مرزا محمد داؤد صاحب ربوہ	۵۰۰	
سیدہ امۃ الباسط صاحبہ بیگم سید داؤد احمد صاحب ربوہ	۵۰۰	۲۰۰
قاضی منظور الحق صاحب لفٹیننٹ کمانڈر کراچی	۵۰۰	۵۰۰
شیخ میاں مبارک دین صاحب من جانب رشید الدین و فلاح الدین صاحبان	۲۰۰۰	
چوہدری محمد حسین صاحب چک ۳۰ جنوبی سرگودھا	۵۰۰	

سو فیصدی بجٹ پورا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مجالس خدام الاحمدیہ ماہ بماہ ادائیگی کریں۔ مہتمم مالی خدام الاحمدیہ مرکزیہ

دنیائے اسلام کا مشہور ماہر نباتات - ابنِ بیطار

ابو محمد عبداللہ ابن البیطار اسپین کے شہر ملاغا میں بارہویں صدی عیسوی کے آخری زمانہ میں پیدا ہوا اور آگے چل کر وہ دنیائے اسلام اور زمانہ وسطیٰ کا عظیم ترین ماہر نباتات تسلیم کیا گیا۔

ابنِ بیطار کے معنی گھوڑوں کے ڈاکٹر کا بیٹا ہے اس کا والد گھوڑوں کا ڈاکٹر تھا۔ اس نے ابتدائی تعلیم ابو العباس النباتی سے حاصل کی جو اپنے زمانے میں جڑی بوٹیوں کے مشہور عالم تھے۔ سوائل (اسپین) کے گرد و نواح میں اپنے استاد کے ساتھ اس نے جڑی بوٹیاں اور پودے جمع کئے۔ علم نباتات میں بیطار کی دلچسپی اور معلومات بہت کچھ اس کے استاد کی مرہون منت ہیں۔ وہ ۱۲۱۹ء میں اسپین سے جڑی بوٹیوں کی تلاش میں نکلا اور بحیرہ روم کے جنوب میں افریقہ کے ساحل کے ساتھ ساتھ بوعینا کنسٹنٹائن اور تیونس ہوتے ہوئے ایشیائے کوچک کے جنوبی ساحل تک پہنچا اور ۱۲۲۴ء میں عالیہ میں وارد ہوا بعد ازاں وہ مصر کے ایوبی حکمران الملک الکامل کی ملازمت میں داخل ہوا اور نباتات کے ماہر کی حیثیت سے قاہرہ میں رہنے لگا۔

۱۲۳۷ء میں جب الکامل کی حکومت دمشق تک وسیع ہوگئی تو ابن بیطار اپنے سرپرست کے ساتھ دمشق پہنچا بالآخر وہ دمشق میں آباد ہوگیا اور ملک الکامل کے جانشین ملک الصالح (۱۲۴۰ء) سے وابستہ رہا۔ جڑی بوٹیوں اور پودوں کی تلاش میں کئی بار اس نے جزیرہ ہائے عرب شام فلسطین اور عراق کے وسیع دورے کئے۔ بحیرہ روم کے آس پاس جو پودے اگتے تھے ان کا وسیع مطالعہ کیا۔ ابن بیطار کا انتقال ۱۲۴۸ء میں دمشق میں ہوا۔ ابن بیطار کی شہرہ آفاق تصنیف مفردات سے متعلق ہے اس کا نام "کتاب الجامع فی الادویہ المفردہ" ہے۔ اور عربی زبان میں علم نباتات سے متعلق یہ عظیم ترین کتاب ہے ایک مغربی مبصر کے قول کے مطابق یہ کتاب یونانی زمانہ سے لے کر سولہویں صدی عیسوی تک سب سے زیادہ اہم کتاب ہے اس موضوع سے متعلق یہ انسائیکلوپیڈیا ہے اس میں چار سو سے زیادہ دواؤں کی تفصیلی بیان کی گئی ہے۔ اور ان کا ڈیڑھ سو قدیم دور کی تحریر کردہ دواؤں سے موازنہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں دو سو سے زائد ایسے پودوں کا ذکر ہے۔ جو اس سے قبل لوگوں کو معلوم نہ تھے اس کتاب میں جانوروں ترکاریوں اور معدنیات کی بیماریوں اور خرابیوں کو دور کرنے کے بہت آسان نسخے درج ہیں۔

اس کتاب کی ترتیب بہت باقاعدہ کی گئی ہے اور اس میں ساری باتیں مشاہدے اور تجربے کی بنیاد پر لکھی گئی ہیں۔ اس میں مفردات دواؤں اور مختلف اقسام کی غذاؤں کا بیان ہے۔ یونانیوں کے اقوال بھی نقل کئے گئے ہیں۔ ابن سینا اور زکریا رازی کے حوالے بھی جگہ جگہ دیئے ہیں۔ پودوں کے نام عربی کے علاوہ یونانی۔ لاطینی۔ فارسی بربری اور اسپینی عربی میں تحریر کئے گئے ہیں۔ ابن بیطار کی یہ شہرہ آفاق تصنیف صنعت سے متعلق ایک یادگار تصنیف اور غیر معمولی مطالعہ اور مشاہدہ پر مبنی ہے اور عربی زبان میں علم نباتات پر اہم ترین کتاب ہے اس کتاب کا لاطینی ترجمہ ۱۸۵۷ء کو میونا کے مقام پر "سمپلیکا" کے نام سے شائع کیا گیا۔

ابن بیطار کی دوسری یادگار تصنیف "کتاب المغنی فی الادویہ المفردہ" ادویات کی انسائیکلوپیڈیا ہے جو پہلی کتاب کے موضوع سے تمام تر متعلق ہے لیکن اس کتاب میں مفردات کو حروفی ترتیب کی بجائے امراض کے علاج کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے اس کتاب میں بیس ابواب ہیں جن میں ایسے مفردات کی تفصیل اور خصوصیات مندرج ہیں جو سرسان آنکھ۔ ناک وغیرہ کی بیماریوں میں استعمال ہوتے ہیں اور ان کے علاوہ بہت سی دوائیں اور امراض کے نسخے درج ہیں۔ ابن بیطار کی "مغنی" ادویات کی ایک کتاب ہے اور یہ علم نباتات کی تواریخ میں ہے

علم نباتات میں ابن بیطار کا اثر مشرقی اور مغربی مصنفین میں نمایاں ہے۔ انڈیا الپاگے نے جو پندرھویں صدی کے آخری نصف میں ابن سینا کی تصنیف "قانون فی الطب" کے فنی الفاظ کی لغت تیار کرنے میں اس نے سدولی لیمو سے متعلق انڈیا کا مضمون" ابن بیطار کی جامع سے ترجمہ کیا گیا تھا۔ جامع کا مغربی زبان میں پہلا ترجمہ ۱۸۵۸ء میں ہوا۔ (ماخوذ)

چندہ وقفِ جدید کی ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں

مندرجہ ذیل جماعتوں کا چندہ وقف جدید اپنے وعدہ جات کے اعتبار سے انتہائی کم ہے ـــــ ان کے عہدہ داران کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو فوری طور پر ادا فرمائیں اور ایک کارڈ کے ذریعے دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں کہ انہوں نے اس سلسلے میں کیا کوشش اور کارروائی کی ہے ـــــ

نام جماعت		وعدہ جات ۷۰ء	ادائیگی تا ۲۵/۱۱/۷۰
(۱) جماعت احمدیہ کانسوانہ ضلع جھنگ	=	۱۰ — ۲۴۱	۰۰ — ۵۹
(۲) چک ۱۲۱ گوکھووال ضلع لائلپور	=	۹۵ — ۳۲۸	۲۵ — ۱۹۵
(۳) چک ۱۲۷ بہلولپور " "	=	۰۰ — ۴۱۹	۰۰ — ۱۰۱
(۴) چک ۲۷۶ گوکھووال " "	=	۰۰ — ۱۶۵	۳۷ — ۷۰
(۵) کوٹھی جھنڈا سنگھ " "	=	۴۸ — ۹۴	۰۰ — ۷
(۶) چک ۲۹۵ بیریانوالہ " "	=	۵۰ — ۲۱۹	۰۰ — ۲۳
(۷) چک ۴۲۳ دھیر کے " "	=	۵۰ — ۱۶۳	۸۰ — ۷۰
(۸) ماموں کانجن " "	=	× ×	× ×
(۹) جماعت احمدیہ ضلع مظفر گڑھ	=	۰۰ — ۳۹۷	۷۵ — ۹۰
(۱۰) جماعت احمدیہ علی پور گھلواں ضلع مظفر گڑھ	=	۲۵ — ۳۵۹	۰۰ — ۱۱۴
(۱۱) " چک 375/T.D.A " "	=	× ×	× ×
(۱۲) " ڈیرہ غازیخاں	=	۵۶ — ۲۶۵	۸۷ — ۱۴۴
(۱۳) " بہاولنگر	=	۲۵ — ۴۲۶	۰۰ — ۳۱۵
(۱۴) " چک ۸۴ فتح	=	۲۵ — ۱۳۹	× ×
(۱۵) " منڈی حاصل پور	=	۰۰ — ۶۹	× ×
(۱۶) " چک ۹ بستی نور پور	=	۷۵ — ۱۲۲	× ×
(۱۷) " چک ۱۹۲ مراد	=	۳۵ — ۱۰۳	۵۰ — ۴
(۱۸) " خانیوال ضلع ملتان	=	۵۰ — ۱۰۷۱	۰۰ — ۴۹۲
(۱۹) " اسماعیل آباد	=	۰۰ — ۹۰	× ×
(۲۰) " میاں چنوں	=	۰۰ — ۳۲۹	۰۰ — ۲۶
(۲۱) " چک 91-A/15-R محمود آباد	=	۷۴ — ۱۷۴	× ×
(۲۲) " بصیر پور ضلع ساہیوال	=	۵۰ — ۸۹	۰۰ — ۱۸

(ناظم مال وقف جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

دعوتِ ولیمہ

خاکسار کے خسر مکرم صوبیدار غلام رسول صاحب نے مورخہ ۳۰/۸/۷۰ بروز اتوار اپنے مکان واقعہ دارالصدر غربی ربوہ میں اپنے صاحبزادے مکرم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان صاحب ویٹرنری سرجن جھنگ کی دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں بزرگانِ سلسلہ اور دیگر احباب نے شمولیت فرمائی۔

عزیز ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان صاحب کا نکاح مکرم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ نے مورخہ ۲۷/۸/۷۰ کو مسجد احمدیہ کوئٹہ میں مبلغ دس ہزار روپیہ حق مہر پر ہمراہ صالحہ پروین صاحبہ بنت مکرم حاجی فیض الحق خان صاحب پڑھا تھا اور اس سے اگلے روز تقریب رخصتانہ منعقد ہوئی تھی۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر لحاظ سے بابرکت بنائے اور مثمر ثمراتِ حسنہ ہو۔ آمین

(خاکسار مبارک مصلح الدین احمد ربوہ)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے خاکسار کے بڑے بھائی محمود احمد صاحب فاروقی بی۔ اے کو مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۷۰ء (مطابق ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ) بروز اتوار بوقت سوا آٹھ بجے شام پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود محترم عبدالغفور صاحب فاروقی مرحوم آف جے پور سٹیٹ کا پوتا اور محترم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری ایڈیٹر "البدر" قادیان کا نواسہ ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک اور خادمِ دین بنائے صحت کے ساتھ عمر دراز کرے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے آمین (مسعود احمد فاروقی نائب قائد خدام الاحمدیہ شالامار ٹاؤن لاہور)

اعلان بھرتی

تاریخ	دن	مقام بھرتی	ضلع
۴-۱۲-۷۰	جمعہ	سکول۔ فروکہ	سرگودھا
۵-۱۲-۷۰	ہفتہ	ریسٹ ہاؤس۔ نوالی جنڈانوالہ	میانوالی
۸-۱۲-۷۰	منگل	" کمر مشانی	"
۹-۱۲-۷۰	بدھ	" میانوالی	"
۱۱-۱۲-۷۰	جمعہ	سکول۔ جامعہ محمدی شریف	جھنگ
۱۲-۱۲-۷۰	ہفتہ	آفیسر کلب۔ بھلوال	سرگودھا
۱۶-۱۲-۷۰	بدھ	ریسٹ ہاؤس۔ بھکر	میانوالی
۱۹-۱۲-۷۰	ہفتہ	" نوشہرہ	سرگودھا
۲۲-۱۲-۷۰	منگل	" شورکوٹ روڈ	جھنگ
۲۴-۱۲-۷۰	جمعرات	" قائد آباد	سرگودھا
۲۶-۱۲-۷۰	ہفتہ	یونین کونسل۔ میانی	"
۲۹-۱۲-۷۰	منگل	ریسٹ ہاؤس۔ جھنگ	جھنگ
۳۱-۱۲-۷۰	جمعرات	" جوہر آباد	سرگودھا

نوٹ:- بھرتی صبح نو بجے ہوگی۔

امیدوار تعلیمی سرٹیفکیٹ معہ تاریخ پیدائش ہیڈ ماسٹر کے دستخطوں سے ہمراہ لائیں

امیدوار اپنے کان صاف کروا کر آئیں۔

کم از کم معیار بھرتی:- قد = ۵ فٹ ۶ انچ وزن = ۱۱۳ پونڈ

چھاتی = ۳۲"-۳۰"

تعلیم = آٹھ جماعت

عمر = ۱۷ سے ۲۰ سال

(ناظر امور عامہ)

درخواست دعا

میرے بچے عمر ۷ سال کو قریباً ۷ ماہ سے جسم کے نچلے حصے پر فالج ہو گیا ہے۔ قریباً چار ماہ تک جام شورو ہسپتال حیدر آباد میں داخل رہا مگر کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین

(شیخ عبدالرحمٰن نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کنری)

ھوالشافی

سو دوا کی ایک دوا

منفرد اور جدید طریقۂ علاج کیوریٹو سسٹم اپنائیے اور صحت یاب ہو جائیے۔

پرانی اور لاعلاج امراض سے نجات حاصل کرنے کے لئے کیوریٹو سسٹم کی ادویات استعمال کیجئے۔ اپنے قریبی کیوریٹو سینٹر سے رسالہ کیوریٹو سسٹم مفت حاصل کر کے اپنا علاج خود کیجئے۔

ربوہ کیوریٹو سینٹر:- ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار

کراچی صدر کیوریٹو سینٹر:- خواجہ میڈیکل اسٹورز بالمقابل ایمپریس مارکیٹ

کراچی سٹی کیوریٹو سینٹر:- رزاق میڈیکل سٹور بندر روڈ نزد ڈینسو ہال

پشاور کیوریٹو سینٹر:- ڈرگ سینٹر۔ خیبر بازار

جہلم کیوریٹو سینٹر:- شاہد میڈیکل ہال چوک شاندار

سرگودھا کیوریٹو سینٹر:- امپیریل میڈیسن سٹور کچہری بازار

پیش کردہ:- کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ۳۵ کمرشل بلڈنگ شارع قائداعظم لاہور

حبِ مسان — بچوں کے امراض سوکھا۔ لاغری۔ سبز دست دور کر کے موٹا کرتی ہے۔ قیمت ساٹھ گولی ۲ روپے

بچوں کی چونڈی — ہاضمہ کی خرابی۔ دستوں اور بخار کے لئے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ

دواخانہ خدمتِ خلق ربوہ

اسلام نے کھانے اور لباس میں انسان کو سادگی کا حکم دیا ہے

مقصد اس سے یہ ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اُلجھنے کی بجائے اہم امور کی طرف توجہ کرے

لباس میں سادگی نہایت ضروری ہے دیہات میں بسنے والے تو بہت حد تک لباس میں تکلفات سے پاک ہوتے ہیں البتہ شہری آبادی میں یہ مرض عام ہے۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب سادہ زندگی کی تحریک فرمائی تو لباسوں کی سادگی پر بہت زور دیا۔ حضورؓ نے علی الخصوص شہریوں کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"شہری لوگ لباس میں بڑی غلطیاں کرتے ہیں اور اگر غلطی نہ ہو تو بھی ضرورت سے زیادہ لباس پر خرچ کرتے ہیں حالانکہ لباس کی غرض یہ ہے کہ عریانی نہ ہو اور زینت ہو۔ لیکن عام طور پر لباس کے معنی زینت سے نکل کر فخر اور عیش کی طرف چلے گئے ہیں۔ بہت سے لوگ دکھلانے کے لئے کپڑے بناتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ ۴۔ فروری ۱۹۳۸ء)

مردوں کے مقابل عورتوں میں یہ بیماری کچھ زیادہ ہی ہوتی ہے اس لئے ضرورت تھی کہ ان کو بھی توجہ دلائی جائے۔ چنانچہ حضورؓ نے ان کے بارے میں فرمایا:۔

"عورتوں میں خصوصاً اعلیٰ لباس کی بہت پابندی ہوتی ہے اور اس میں ان کی طرف سے بڑے بڑے اسراف ہو جاتے ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بعض گھر عورتوں کے لباس اور زیور کی وجہ سے ہی برباد ہو گئے ہیں۔ انگریز اقتصادی لحاظ سے بہت بڑی محتاط قوم ہے مگر ان میں بھی عورتوں کے لباسوں کے اخراجات کی وجہ سے بڑے بڑے امراء تباہ ہو جاتے ہیں۔" (ایضاً)

عورتوں کے کپڑوں سے بھی زیادہ اخراجات ان کے فیتوں اور گوٹہ کناری پر ہو جاتے ہیں اسے روکنے کے لئے حضورؓ نے فرمایا:۔

"کپڑے خواہ کتنے گراں ہوں ایک عرصہ تک کام دے سکتے ہیں مگر فیتے لباس میں صرف ٹانکے جاتے ہیں اور ہر روز بدلے جا سکتے ہیں اس لئے ہر نئے فیشن کو دیکھ کر عورتیں دیکھ جاتی ہیں اور نیا فیتہ خرید کر پہلے فیتہ کی جگہ لگا لیتی ہیں۔ اور میرا تجربہ ہے کہ کپڑوں پر اتنی قیمت نہیں لگتی جتنی کہ ایک فیشن پرست عورت کے فیتوں پر۔ کیونکہ فیتے بدلے جاتے ہیں۔" (ایضاً)

لباس کے فیشنوں اور تکلفات کا ایک طرف اگر مادی نقطہ نگاہ سے نقصان ہے تو دوسری طرف عبادتِ الٰہی میں وہ روک بن جاتے ہیں۔ حضورؓ نے اس بارہ میں فرمایا:۔

"درحقیقت اسلام یہ چاہتا ہے کہ ہمارا دماغ اور تمام باتوں سے فارغ ہو اور یا تو وہ خدا کی یاد میں مشغول ہو یا بنی نوع انسان کی بہتری کی تدابیر سوچ رہا ہو۔ اور حق بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان باتوں میں ہمہ تن مشغول ہو تو اسے یہ موقع ہی نہیں ملتا کہ وہ لباس کی درستی کی طرف توجہ کرے۔ انسانی دماغ جب ایک طرف سے فارغ ہو تبھی دوسرا کام کر سکتا ہے اگر ہم اپنے دماغ کو ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف لگا دیں تو اسلام کی ترقی کے کام ہم کب کر سکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے کھانے اور لباس میں انسان کو سادگی کا حکم دیا کہ وہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں میں اُلجھنے کی بجائے اہم امور کی طرف توجہ کرے۔"

(خطبہ جمعہ ۴۔ فروری ۱۹۳۸ء)

✣

عید الفطر کی بابرکت تقریب

(بقیہ صفحہ اوّل)

چنانچہ اُس حقیقی اور اصل لیلۃ القدر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جو شریعت نازل ہوئی وہ قیامت تک کے واسطے سب کے لئے عزت اور شرف کا پیغام لے کر آئی ہے اُس نے کسی سے بُخل نہیں کیا بلکہ بنی نوعِ انسان میں سے بلا استثنا ہر ایک کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تم عزت، شرف اور بزرگی حاصل کرنا چاہتے ہو تو قرآن شریف کو سمجھو اور اس کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیوں کو بناؤ۔ اُس لیلۃ القدر میں بنی نوعِ انسان کو یہ پیغام ملا کہ انسان چونکہ کمزور ہے وہ خود اپنی کوشش اور جدّ و جہد سے اپنے لئے شرف اور بزرگی کا مقام حاصل نہیں کر سکتا اس لئے اسے اپنے ربّ کے ساتھ تعلق قائم کر کے قوت حاصل کرنا پڑے گی۔ جب انسان اپنے ربّ کے آستانہ پر جھکے گا اور اُس کے ساتھ تعلق قائم کرنے کی تڑپ اپنے اندر پیدا کرے گا تو اُس کی رحمت ایسے انسان کے پاس فرشتوں کے ذریعہ آئے گی۔ وہ مدد اور نصرت کے جھنڈے ہاتھوں میں لے کر آسمان سے اُتریں گے اور ایسے انسان کو فائز المرام کر دکھائیں گے اس طرح اسے ایک دائمی عید میسر آ جائے گی۔ رمضان ہمیں یہ یاد دلانے آتا ہے کہ ہم انتہائی قربانیوں سے کام لے کر اصل اور حقیقی لیلۃ القدر کی ظلیت میں اپنے لئے اُس لیلۃ القدر کو تلاش کریں جس میں اللہ تعالےٰ کی رحمت اور مدد و نصرت آسمان سے نازل ہو کر ہمارے لئے دائمی عید کا سامان کر دے۔

خطبہ جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا وہ اصل اور حقیقی لیلۃ القدر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دُنیا میں رونما ہوئی اور جس میں انسانی شرف اور بزرگی کو قائم کرنے اور اس کو بلند سے بلند تر کرنے کا فیصلہ کیا گیا اُس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ انسانی شرف کی بلندی کے لئے دو زمانے مقدر ہیں۔ ایک زمانہ تو وہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے شروع ہو کر تین صدیوں تک جاری رہے گا۔ اس کے بعد آخری زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک بروز کے ذریعہ انسانیت کو پھر اُٹھایا جائے گا اور انسانی شرف اور عزت کو روئے زمین پر پھر قائم کیا جائے گا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہم احمدیوں کی عید اس میں ہے کہ ہم رمضان کی ایک بنیادی خصوصیت کے طور پر اللہ تعالےٰ کے بتائے ہوئے راستہ کے مطابق انتہائی قربانیوں میں لگ جائیں اور پھر رمضان کی پانچ مخصوص عبادتوں میں سے ایک عبادت کے مطابق جس کا تعلق بنی نوعِ انسان کی خدمت اور ان کے دُکھ درد دُور کرنے سے ہے نوعِ انسان کی انتہائی خدمت کریں اور اس خدمت کو اس اوجِ کمال تک پہنچائیں کہ آنے والی تاریخ گواہی دے کہ جماعتِ احمدیہ نے بنی نوعِ انسان کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا حتیٰ کہ جنہوں نے اسے دُکھ دیا یہ ان کی بھی بھلائی کے لئے کوشاں رہی۔ اگر ہم اپنی قربانیوں کو انتہا تک پہنچا دیں گے اور بنی نوعِ انسان کی خدمت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے تو پھر خدا تعالےٰ ہمارے لئے وہ عید مقدر کر دے گا جو دائمی ہو گی اور جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا پس ہم خوش ہیں کہ ہمارے لئے حقیقی عید مقدر ہے۔ اصل اور حقیقی لیلۃ القدر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دُنیا میں ظاہر ہوئی اُس کے فیصلے قیامت تک کے زمانہ پر حاوی ہیں۔ اُسی لیلۃ القدر کے فیصلے کو اس آخری زمانہ میں پھر نافذ کیا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ تم انتہائی قربانی دو ویسی ہی انتہائی قربانی جس کا ماہِ رمضان تقاضا کرتا ہے میں پھر اسلام کو تمہارے ذریعہ دُنیا میں غالب کروں گا۔ پس یہ ہے ہماری اصل عید کہ ہم حقیقی معنوں میں رحمٰن خدا کے بندے بنیں اور اُسی کا رنگ اپنے پر چڑھائیں اور اس حد تک چڑھائیں کہ دُنیا کو ہمارے وجود میں اللہ کی صفات کے جلوے نظر آنے لگیں اور وہ بھی بے اختیار ہو کر اپنے ربّ کے آستانہ پر آ جھکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ فیصلہ جو اس زمانہ کے متعلق اُس لیلۃ القدر میں ہوا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ماتحت ہمارے ذریعہ پوری شان کے ساتھ نافذ ہو تا کہ ہمارے لئے اور کُل دُنیا کے لئے حقیقی عید کا دن چڑھے اور ہمیشہ قائم رہے یعنی شیطانی اندھیروں میں پھر کبھی تبدیلی نہ ہو۔

اس پُر معارف خطبہ کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی جس میں نمازِ عید پر آئے ہوئے ہزاروں ہزار احباب شریک ہوئے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴